تکبیر تشریق کے مسائل

اس رسالہ میں تکبیر تشریق کے احکام ومسائل آسان انداز میں قدرے تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔

از

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر

جامعۃ القراءات کفلیتہ

فہرست رسالہ ’’تکبیرتشریق کے مسائل‘‘

عرض مرتب	۳
تکبیرتشریق......تشریق کی وجہ تسمیہ	۴
تکبیرتشریق کی اصلیت	۵
یوم عرفہ کی فجر سے تکبیرتشریق کیوں پڑھی جاتی ہے؟	۶
تکبیرتشریق کے مسائل	۶
امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا تکبیرتشریق بھول جانا اوراس واقعہ سے حاصل شدہ چندفوائد (حاشیہ)	۹
تکبیرتشریق کے بارے میں آثار صحابہ	۱۱
کیا تکبیرتشریق کے الفاظ حدیث سے ثابت ہیں	۱۱
تکبیرات تشریق ایک مرتبہ کہے یا زائد	۱۳
عیدالفطر میں عیدگاہ جاتے ہوئے تکبیر بلند آواز سے کہے یا آہستہ؟	۱۴
مزدلفہ میں جمع بین الصلوتین کے درمیان تکبیرتشریق پڑھی جائے؟	۱۶
تکبیرتشریق کی تعداد تیئیس نمازیں ہیں یا عید کے ساتھ چوبیس؟	۱۹
عیدالاضحیٰ کی نماز کے لئے راستہ میں جاتے اور آتے ہوئے دونوں وقتوں میں تکبیرتشریق پڑھنے کا حکم ہے یا صرف جاتے ہوئے؟	۲۱
تکبیرات تشریق کے بارے میں امام اعظم رحمہ اللہ اور صاحبین رحمہما اللہ میں اختلاف کی تحقیق......از: حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم	۲۲
ایک ضروری وضاحت۔ ایام عشرہ میں بھی تکبیرات کا اہتمام کرنا چاہئے......	۲۴

عرض مرتب

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی سخّر الشّمس والقمر، فسبحان الّذی خلق کلّ شئی بقدر، وھو الّذی اختار شھر ذی الحجّۃ الازھر، وسنّ لعبادہ فی ھذا الشّھر التکبیر الاکبر، اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد، واشھد انّ سیّدنا و مولانا محمدا عبدہ ورسولہ الّذی الصّادق الابر، وعلی آلہ وصحبہ مصابیح الغرر، امّا بعد۔

ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ کو عشاء کی نماز کے بعد چند منٹ تکبیر تشریق کے متعلق کچھ باتیں عرض کرنے کا معمول ہے، اس میں تکبیر پڑھنے کا حکم، اس کا طریقہ اور ضروری مسائل کا مذاکرہ ہوجاتا ہے۔ اس سال خیال آیا کہ تکبیر تشریق کے مسائل کسی ایک جگہ جمع شدہ نظر سے نہیں گذرے، تو چند مسائل لکھنے کا داعیہ پیدا ہوا۔

الحمد للہ چند کتابوں اور میرے اکابر کے فتاوی کے مطالعہ سے کچھ مسائل جمع ہوگئے۔ اللہ تعالی اس حقیر خدمت کو ذخیرۂ آخرت اور ذریعۂ نجات بنائے۔ اللہ کرے کہ یہ ناظرین کے لئے مفید ثابت ہو۔

مرغوب احمد لاجپوری

ڈیوزبری

۱۸/ذی الحجہ ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۴/اکتوبر ۲۰۱۳ء

بروز جمعرات

تکبیرِ تشریق

تکبیرِ تشریق یہ ہے:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

تشریق کی وجہ تسمیہ

(۱)......بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ: (دورِ جاہلیت میں) مشرک کہتے تھے: ''اشرق ثبیر کیما نغیر ''اے کوہِ ثبیر چمک جا تا کہ ہم روانہ ہو جائیں۔ بات یہ تھی کہ سورج خوب روشن ہونے سے پہلے مشرکین مزدلفہ سے نہیں لوٹتے تھے، اسلام نے اس رسم کو باطل کر دیا۔

(۲)......بعض لوگوں نے کہا کہ: ایامِ تشریق کا معنی ہے قربانی کے گوشت کے ٹکڑے کر کے خشک کرنا، ایامِ جاہلیت میں لوگ قربانی کے گوشت کو خشک کر کے رکھ چھوڑتے تھے ''تشریق اللحم ''گوشت کے پارچے (ٹکڑے) کر کے دھوپ میں سکھانا۔ ''شرایق اللحم'' گوشت کے سوکھے پارچے (ٹکڑے)۔

(۳)......بعض نے کہا ہے: تشریق کے معنی ہے عید کی نماز۔ لفظ تشریق ''شرق الشمس'' سے ماخوذ ہے (سورج کا روشن ہونا) عید کی نماز کا وقت طلوعِ آفتاب کے بعد ہی ہوتا ہے۔ عید گاہ کو مشرق اسی لئے کہتے ہیں کہ سورج کے روشن ہونے پر لوگ عید گاہ میں پہنچتے ہیں۔ اسی وجہ سے یومِ عید کو یومِ تشریق کہا گیا، پھر عید کے ذیل میں بعد والے دنوں کو بھی ایامِ تشریق کہہ لیا گیا۔

فائدہ:......حضرت ذون مصری رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا: موقف کا نام مشعر کیوں رکھا گیا، حرم کیوں نہیں رکھا گیا؟ فرمایا: کعبہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے، حرم اس کا پردہ ہے اور مشعر اس

کا دروازہ ہے، جب مہمان (حجاج) خانۂ خدا کا قصد کرتے ہیں تو اللہ تعالی ان کو پہلے دروازہ پرٹھیرا دیتا (روک لیتا) ہے، وہ عاجزی کرتے ہیں تو پھر دوسرے پردہ پر یعنی مزدلفہ پران کوروک دیتا ہےاور جب ان کی عاجزی اورزاری کودیکھتا ہےتو قربانیاں پیش کرنے کا حکم دیتا ہے، جب وہ قربانیاں کرلیتے ہیں اورگناہوں سے پاک ہوجاتے ہیں تو زیارت کا حکم دیتا ہے۔دریافت کیا گیا: ایام تشریق میں روزہ رکھنا کیوں مکروہ ہے؟ فرمایا: اس لئے کہ لوگ اللہ کے مہمان ہیں، اس کی ملاقات کوآتے ہیں اور میزبان کے گھر مہمان کوروزہ رکھنا زیبانہیں۔دریافت کیا گیا اے ابوالفیض! کعبہ کے پردے پکڑ کر چپکنے کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا: اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کا کسی پر کچھ حق ہوتو مجرم سفارش کرنے والے کا دامن پکڑ لیتا ہےتا کہ صاحب حق اس کے جرم کومعاف کردے۔(غنیۃ الطالبین ا ص ۳۵۳)

تکبیرتشریق کی اصلیت

تکبیرتشریق کی اصلیت یہ ہے کہ: جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام کو (ذبح کرنے کے لئے) لٹایا تو اللہ تبارک وتعالی نے حضرت جبرئیل علیہ الصلوۃ والسلام کوحکم دیا کہ فدیہ لے کرجاؤ، لیکن یہ فدیہ لے کرآئے تو اس ڈر سے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام حضرت اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام کوذبح کرڈالیں گے تو ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَر'' پکارنے لگے، حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے جب یہ آواز سنی تو بشارت سمجھ کر پکارا ٹھے'' لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ '' حضرت اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام سمجھے کہ فدیہ آ گیا تو'' اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْد '' کہتے ہوئے اللہ تعالی کی حمد اورشکرادا کرنے لگے۔(شامی ص ۵۸۵ ج ۱۔فتاوی رحیمیہ ص ۸۹ ج ۲)

علامہ شامی وعلامہ طحطاوی رحمہما اللہ نے اس کونقل فرما کراس بات کی صراحت بھی

فرمادی ہے کہ: یہ علماء سے منقول ہے مگر محدثین کے نزدیک اس واقعہ کا ثبوت نہیں۔

(شامی ص۶۲ ج ۳،باب العیدین ، مطلب : یطلق اسم السنة علی الواجب، مکتبہ دار الباز،مکة المکرمة،حاشیۃالطحطاوی، ص۵۴۳،مکتبة دار الکتب العملیة ،بیروت)

یوم عرفہ کی فجر سے تکبیر تشریق کیوں پڑھی جاتی ہے؟

سوال:......تکبیر تشریق کی ابتدا یوم النحر میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کے حضرت اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام کو ذبح کرنے کے وقت سے ہوئی، پھر یوم العرفہ کی فجر سے تکبیر تشریق کیوں پڑھی جاتی ہے؟

جواب:......تکبیر تشریق کی مشروعیت کا سبب وقت کی تعظیم بھی ہے،جن ایام میں مناسک حج ادا کئے جاتے ہیں، جن کی ابتداء عرفہ کے دن سے اور انتہا تیرہویں تاریخ کو ہوتی ہے، ان کی تعظیم مقصود ہے،اس لئے اشکال کی کوئی وجہ نہیں: ''لان التکبیر لتعظیم الوقت الذی شرع فیہ المناسک ' واولہ یوم عرفة ' اذ فیہ یقام معظم او کان الحج وھو الوقوف''۔(بدائع الصنائع ص۴۵۹ ج ۱، زکریا۔کتاب النوازل ص۵۹۴ ج ۱۴)

تکبیر تشریق کے مسائل

مسئلہ......یوم عرفہ (۹/ذی الحجہ،وقوف عرفہ کا دن) ویوم نحر (۱۰/ذی الحجہ،قربانی کا دن) اور ایام تشریق (یعنی تین دن گیارہ، بارہ تیرہ ذی الحجہ) ان پانچ دنوں میں ہر فرض نماز کے بعد تکبیر کہی جاتی ہے،ان کو تکبیرات تشریق کہتے ہیں۔

مسئلہ......تیرھویں تاریخ کی عصر تک تیئیس نمازوں میں تکبیر کہنا واجب ہے۔یہ مذہب صاحبین رحمہما اللہ کا ہے،اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی یہی منقول ہے۔

اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک عرفہ کی فجر سے عید کی عصر تک کل آٹھ نمازوں کے بعد تکبیر واجب ہے، اور یہی مذہب ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا، لیکن عبادات میں اکثر کو اختیار کرنا بہتر ہے، اور اصول میں مقرر ہے کہ جب کوئی چیز بدعت و وجوب میں دائر ہو تو اس کا کرنا اختیار کیا جاوے، اس لئے فتوی صاحبین رحمہما اللہ کے قول پر ہے، اور یہی قول معتمد ہے، اور ہر زمانہ میں عام اسلامی ملکوں میں اسی پر عمل ہے، لہذا تیرھویں کی عصر سے پہلے تکبیروں کو ترک کرنا اور دوسروں کو منع کرنا ناجائز اور مناع للخیر بننا ہے۔

مسئلہ...... رویت ہلال کے اختلاف میں اپنے ملک اور بستی کی رویت کے مطابق تکبیر تشریق کہنی چاہئے۔ (مرغوب الفتاوی ص۱۴۳ ج ۳)

اور ان کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے: ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْد'' اور اس کا بلند آواز سے ایک بار پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ......تکبیر ہر فرض عین نماز کے بعد پڑھنا واجب ہے، بشرطیکہ وہ فرض جماعت سے پڑھا گیا ہو، اور وہ مصر ہو۔ یہ تکبیر عورت اور مسافر پر واجب نہیں۔

مسئلہ:......ایام تشریق میں جمعہ کی نماز کے بعد بھی باواز بلند تکبیر تشریق پڑھی جائے گی۔

(کتاب النوازل ص۵۹۶ ج ۱۴)

مسئلہ......عورت اور مسافر کسی ایسے شخص کے مقتدی ہوں جس پر تکبیر واجب ہے تو ان پر بھی تکبیر واجب ہو جائے گی۔ یہ مذہب امام صاحب رحمہ اللہ کا ہے۔

مسئلہ......صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک یہ کوئی شرط نہیں۔ عورت اور مسافر اور منفرد اور قریہ میں بھی یہ تکبیر واجب ہے۔ صاحب بحر الرائق رحمہ اللہ نے ''سراج وہاج'' سے نقل کیا ہے کہ فتوی صاحبین رحمہما اللہ کے قول پر ہے۔ (علم الفقہ ص ۳۲۷، حصہ دوم)

مسئلہ......مردوں کے لئے اس تکبیر کا بلند آواز سے پڑھنا واجب ہے۔

(بحر الرائق۔علم الفقہ ص ۳۲۷، حصہ دوم)

مسئلہ:......حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مسبوق کے لئے تکبیر تشریق جہرا پڑھنا ضروری نہیں، اور آہستہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔(کتاب النوازل ص ۵۹۷ ج ۱۴)

مسئلہ......عورتیں اس تکبیر کو آہستہ آواز سے پڑھیں گی۔(ردالمختار۔علم الفقہ ص ۳۲۷، حصہ دوم)

مسئلہ......اس تکبیر کا متوسط بلند آواز سے کہنا ضروری ہے۔ بہت سے لوگ اس میں غفلت کرتے ہیں، پڑھتے ہی نہیں، یا آہستہ پڑھ لیتے ہیں، اس کی اصلاح ضروری ہے۔

(جواہر الفقہ ص ۴۴۶ ج ۱)

مسئلہ......نماز کے بعد فوراً تکبیر کہنا چاہیے، اگر کوئی عمل منافیٔ نماز کے عمداً کرے، مثلاً قہقہہ سے ہنسے یا بات کردے عمداً یا سہواً، یا مسجد سے چلا جائے تو پھر ان چیزوں کے بعد تکبیر نہ کہنا چاہیے۔(درمختار مع الشامی، باب العیدین، مطلب فی تکبیر التشریق۔علم الفقہ ص ۳۲۷، حصہ دوم)

مسئلہ:......فرض نماز کے بعد فورا تکبیر تشریق کہہ لینی چاہیے، اگر زیادہ وقفہ تو اس کا وقت نکل جائے گا، اور اگر دعا مانگتے وقت یاد آجائے تو اس وقت بھی پڑھ لینے سے واجب ادا ہو جائے گا۔(کتاب النوازل ص ۵۹۸ ج ۱۴)

مسئلہ......مزدلفہ میں مغرب اور عشاء دونوں نمازیں ملا کر عشاء کے وقت میں ادا کی جاتی ہیں، اس وقت بھی مغرب کے تین فرض ادا کر کے فوراً تکبیر تشریق کہی جائے گی ''لبیک'' بعد میں پڑھے۔ پھر عشاء کی جماعت کر کے دوبارہ فوراً تکبیر تشریق پڑھے پھر تلبیہ۔[۱]

[۱]......اس مسئلہ میں ''فتاوی رحیمیہ'' میں حضرت رحمہ اللہ سے تسامح ہو گیا ہے۔ اور تعجب ہے کہ جدید ترتیب کے وقت حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب وحضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب مدظلہما کی توجہ بھی اس کی طرف نہیں گئی۔ تفصیل کے لئے دیکھیے! ص:۱۵۔مرغوب

مسئلہ......اگر کسی کا وضو نماز کے بعد فوراً ٹوٹ جائے بہتر یہ ہے کہ اسی حالت میں فوراً تکبیر پڑھ لے، وضو کرنے نہ جائے اور اگر وضو کر کے پڑھے تب بھی جائز ہے۔

(بحر الرائق۔علم الفقہ ص ۳۲۷،حصہ دوم)

مسئلہ......مقتدی کو امام سے پہلے تکبیر شروع کرنا بھی جائز ہے، لیکن مستحب یہ ہے کہ امام کے شروع کرنے کا انتظار کرے۔(عمدۃ الفقہ ص ۴۶۸ ج ۲)

مسئلہ......اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ فوراً تکبیر کہہ دیں، یہ انتظار نہ کریں کہ جب امام کہے تب کہیں گے۔ [۱] (درمختار۔بحر الرائق۔علم الفقہ ص ۳۲۸،حصہ دوم)

مسئلہ......عیدالاضحیٰ کی نماز کے بعد بھی تکبیر کہنا واجب ہے۔(علم الفقہ ص ۳۲۸،حصہ دوم)

مسئلہ......نماز عیدالاضحیٰ کے بعد بھی تکبیر جہراً کہنا چاہئے۔

(فتاوی محمودیہ۔بحر الرائق ص ۱۶۳۔باب العیدین)

---

[۱]......قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے عرفہ کے دن مغرب کی نماز پڑھائی اور تکبیر تشریق کہنے کو بھول گیا تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے جو پیچھے نماز میں شریک تھے تکبیر کہہ دی۔صاحب بحر الرائق رحمہ اللہ یہ روایت نقل کر کے لکھتے ہیں کہ: اس سے چند فوائد حاصل ہوئے:

ایک تو......یہی مسئلہ یعنی اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے تو مقتدی کہدیں۔

دوسرے یہ کہ......تعظیم استاد کی یہی ہے کہ اس کی اطاعت کرے۔دیکھو امام ابو یوسف رحمہ اللہ امام صاحب رحمہ اللہ کے حکم سے امام بن گئے، یہ نہ خیال کیا کہ مجھے اپنے استاذ کے ہوتے ہوئے نماز نہ پڑھانا چاہئے۔

تیسرے یہ کہ......استاد کو چاہئے کہ جب اپنے کسی شاگرد کو لائق دیکھے تو لوگوں کے سامنے اس کی عظمت کرے تاکہ لوگ بھی اس کو بزرگ سمجھیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔

چوتھے یہ کہ......شاگرد کو چاہئے کہ اپنے استاذ کا مرتبہ نہ بھول جائے۔دیکھو امام ابو یوسف رحمہ اللہ استاذ کی ہیبت سے تکبیر بھول گئے، حالانکہ کئی وقت اس تکبیر کو کہتے ہوئے ہو چکے تھے۔

(علم الفقہ ص ۳۲۷،حصہ دوم)

مسئلہ...... جب امام خطبہ میں تکبیر پڑھے تو قوم بھی اس کے ساتھ دل میں تکبیر پڑھے زبان سے نہ پڑھے۔ (عمدۃ الفقہ ص ۴۶۳ ج ۲)

مسئلہ......عید الاضحیٰ کے خطبہ میں امام ذبح اور قربانی کے احکام اور تکبیرات تشریق سکھائے، بلکہ عرفہ سے پہلے جمعہ میں قربانی اور تکبیرات تشریق کے احکام بتانا مناسب ہے، کیونکہ تکبیرات تشریق عرفہ کی فجر سے شروع ہو جاتی ہیں۔ (عمدۃ الفقہ ص ۴۶۳ ج ۲)

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''عیدین کے احکام کو جو عیدین سے جمعہ پہلے ہو اس میں تلقین بطور وعظ کے مستحسن ہے۔ (تالیفات رشیدیہ مع فتاوی رشیدیہ، ص ۳۵۱)

مسئلہ......عید الاضحیٰ کے روز راستہ میں جہر سے (بلند آواز سے) تکبیر کہتا ہوا جائے۔ اور جب عید گاہ پہنچ جائے تو تکبیر کہنا بند کر دے۔ ایک روایت کے مطابق جب نماز شروع ہو اس وقت بند کرے۔ (عمدۃ الفقہ ص ۴۶۰ ج ۲)

مسئلہ......عید الفطر کی نماز کے لئے عید گاہ کو جاتے ہوئے راستہ میں آہستہ (سری طور پر) تکبیر کہتے ہوئے جائے، یہی مختار ہے۔[۱]

مسئلہ......عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ میں تکبیر بلند آواز سے پڑھنا جائز ہے۔ (ویکبر جهرا اتفاقا (فی الطریق) قیل وفی المصلی، وعلیه عمل الناس الیوم''۔در مختار ص ۶۰ ج ۳، باب العیدین۔ (مرغوب الفتاوی ص ۱۴۵ ج ۳)

مسئلہ......عید گاہ سے واپسی میں تکبیر تشریق نہ پڑھے۔[۲]

۱......تفصیل کے لئے دیکھئے! ص: ۱۹۔

۲......''فتاوی محمودیہ'' میں اس مسئلہ پر دو متضاد فتاوے شائع ہو گئے ہیں، اور تعجب ہے کہ حضرت محشی مد ظلہم (اب رحمہ اللہ) نے اس پر کوئی اصلاح بھی نہیں فرمائی۔ تفصیل کے لئے دیکھئے! ص: ۲۱۔

مسئلہ...... تکبیرات تشریق اگر اس وقت ترک ہوگئیں تو پھر ان کی قضاء نہیں ہیں، توبہ کرنے سے گناہ اس کے ترک (چھوڑنے) کا معاف ہو جاوے گا۔

(فتاوی دار العلوم دیوبند ص ۱۵۲ ج ۵، الباب السادش عشر فی صلوۃ العیدین)

مسئلہ...... تکبیرات تشریق کے دنوں میں کسی وقت کی نماز قضا ہو جائے اور اس کو اسی سال کے تشریق کے دنوں میں جماعت سے قضا کرے تو اس کے ساتھ بھی تکبیر کہے۔ اگر ان دنوں کے علاوہ اور دنوں کی قضا نمازیں ان دنوں میں پڑھے یا اگر ایام تکبیرات تشریق میں کوئی نماز قضا ہوگئی اور اس کی قضا ان دنوں کے سوا اور دنوں میں پڑھے یا گذرے ہوئے سال کی ایام تکبیرات تشریق کی قضا نماز اس سال کے ایام تشریق میں پڑھے تو ان تینوں صورتوں میں تکبیر نہ پڑھے۔ (عمدۃ الفقہ ص ۴۶۸ ج ۲)

تکبیر تشریق کے بارے میں آثار صحابہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ عرفہ کی صبح سے ایام تشریق کی عصر تک تکبیر پڑھتے۔ اس قسم کی روایتیں حضرت سمرہ، حضرت عمر، حضرت علی رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔

(دیکھئے! بنایہ ص ۸۸۷، تلخیص الحبیر ص ۹۳، سنن الدار قطنی ص ۵۰ ج ۲، سنن الکبری ص ۳۱۵، شرح مہذب ص ۳۱ و ۳۵ ج ۵، زاد المعاد ص ۱۴۹ ج ۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ عرفہ کی صبح سے ایام تشریق کے اخیر تک تکبیر کہتے۔ (مطالب عالیہ ص ۱۸۶ ج ۱)

کیا تکبیر تشریق کے الفاظ حدیث سے ثابت ہیں؟

تکبیر تشریق کے الفاظ نہ صرف ثابت بلکہ ''دار قطنی'' میں مروی حضرت جابر رضی اللہ

عنہ کی مرفوع روایت کے الفاظ یہ ہیں:

روی جابر رضی الله عنه: انّ النّبی صلی الله علیه وسلم صلی الصبح یوم عرفة واقبل علینا فقال:' اللّه اکبر اللّه اکبر"ومد التکبیر الی العصر من آخر ایام التشریق' اخرجه الدار قطنی من طرق ، وفی بعضها :"اللّه اکبر اللّه اکبر، لااله الا اللّه واللّه اکبر وللّه الحمد"۔(المغنی ص۲۴۶ ج۲)

موسوعہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ میں تکبیر تشریق کے الفاظ یہ ہیں:

"اللّه اکبر اللّه اکبر، لااله الا اللّه واللّه اکبر،اللّه اکبر وللّه الحمد"۔

(موسوعہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ص ۲۰۷)

موسوعہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ میں ہے:

صیغة تکبیر التشریق التی کان یکبرها ابن مسعود رضی الله عنه هی:"اللّه اکبر اللّه اکبر، لااله الا اللّه ،اللّه اکبر وللّه الحمد"۔(موسوعہ عبداللہ بن مسعودؓ ص ۱۴۸)

المغنی میں ہے:وصفة التکبیر :"اللّه اکبر اللّه اکبر، لااله الا اللّه واللّه اکبر،اللّه اکبر وللّه الحمد" وهذا قول عمر' وعلی' وابن مسعود رضی الله عنهم، وبه قال الثوری'وابو حنیفة 'وابن المبارک رحمهم الله۔

موسوعہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ میں ہے:

"صیغة التکبیر التی یلتزمها فی تکبیر التشریق هی:" اللّه اکبر اللّه اکبر، لا اله الا اللّه واللّه اکبر ،اللّه اکبر وللّه الحمد"۔(موسوعہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ص ۱۵۳)

غرض یہ کہ آثار صحابہ اور بعض روایات مرفوعہ سے ان الفاظ کا ثبوت ملتا ہے۔

(فتاوی قاضی ص ۵۸۔مرغوب الفتاوی ص ۱۴۶ ج ۳)

تکبیرات تشریق ایک مرتبہ کہے یا زائد

بعض نے تین بار کہنا افضل کہا ہے۔ اور بعض نے دو دفعہ کہنا خلاف سنت کہا ہے۔ اس میں تطبیق یوں ہے کہ: سنت سمجھ کر زیادہ نہ کہے، ذکر سمجھ کر کہے تو مضائقہ نہیں، بلکہ مستحب ہے، مگر حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ:

''تکبیر ایک بات کہنا واجب ہے، تین بار کہنا مسنون نہیں ہے، تین بار کہنے کا قول صحیح اور مفتی بہ نہیں ہے: حتی لو زاد لقد خالف السنة۔

(مجمع الانہر ص۱۷۶ ج۱۔ فتاوی رحیمیہ ص۹۷ ج۳)

''احسن الفتاوی'' میں ہے:

سوال:......فرض نماز کے بعد تکبیر تشریق ایک مرتبہ سے زیادہ کہنا جائز ہے یا خلاف سنت؟

جواب:......بعض خلاف سنت فرماتے ہیں اور بعض جائز۔ اختلاف سے بچنے کے لئے ایک بار سے زیادہ نہیں کہنا چاہئے۔

سوال مثل بالا:......تکبیر تشریق کتنی مرتبہ پڑھنا واجب ہے، ایک مرتبہ یا تین مرتبہ؟ ''کنز الدقائق'' میں ہے کہ ایک مرتبہ پڑھنا واجب ہے، لیکن اگر ایک مرتبہ سے زیادہ کہہ لے تو فضل ہے ''فضل'' کا کیا مطلب ہے؟ کیا اس سے تین مرتبہ کی سنیت یا استحباب یا وجوب ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی شخص تکبیر تشریق تین مرتبہ کہنے کو ضروری سمجھے تو عندالشرع یہ شخص گنہگار ہوگا یا نہیں؟

الجواب:......''کنز الدقائق'' میں لفظ ''فضل'' نہیں بلکہ یہ عینی کا قول ہے۔ راجح یہ ہے کہ ایک بار سے زیادہ کہنا خلاف سنت ہے، تین بار تکبیر کہنے کو ضروری سمجھنے والا شخص گنہگار اور مبتدع ہے، اس پر اس بدعت سے توبہ کرنا فرض ہے۔ (احسن الفتاوی، ص۱۴۲ ج۴)

’’خیر الفتاویٰ‘‘ میں ہے:

’’تکبیرِ تشریق فرضوں کے بعد ایک دفعہ سے زائد کہنا بھی درست ہے، بعض فقہاء نے زیادتی کو خلافِ سنت قرار دیا ہے‘‘۔ (خیر الفتاویٰ ص۱۲۳ ج۳)

فتاویٰ حقانیہ‘‘ میں ہے:

فرض نماز کے بعد ایک دفعہ تکبیر پڑھنا واجب ہے، اس سے زائد یعنی تین دفعہ پڑھنا بھی مستحب ہے، اگرچہ بعض فقہاء نے اس کو خلافِ سنت کہا ہے، مگر علامہ رافعی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے تین دفعہ پڑھنا نقل کیا ہے۔

’’قال العلامه عبد القادر الرافعی : (تحت قول خلاف السنة) لکن اخرج ابن المنذر ان ابن عمر کان یکبر ثلاثا‘‘۔ (فتاویٰ حقانیہ ص۴۱۲ ج۳)

....

عید الفطر میں عید گاہ جاتے ہوئے تکبیر بلند آواز سے کہے یا آہستہ؟

مسئلہ..... عید الفطر کے دن تیرہ چیزیں مسنون ہیں، منجملہ ان کے راستے میں ’’اللّٰہ اکبر‘‘ یعنی تکبیر آہستہ آواز سے پڑھتے ہوئے جانا سنت ہے، اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک اور ایک روایت میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک بھی عید الاضحیٰ کی طرح عید الفطر میں عید گاہ جاتے ہوئے بلند آواز سے تکبیر کہنا مسنون ہے، لیکن اس میں جملہ ائمہ متفق ہیں کہ جب مصلی عید گاہ میں پہنچ جائے تو تکبیر موقوف کردے، لیکن عام لوگوں کو اس سے منع نہ کرنا چاہئے کہ انہیں نیک کاموں کی رغبت کم ہوتی ہے۔ شافعی مذہب میں نماز شروع کرنے تک تکبیر کہنا جائز ہے۔ (مرغوب الفتاویٰ ص۱۳۸ ج۳)

حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

اصل مذہب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے کہ عید الفطر میں تکبیر آہستہ کہی جائے اور عید گاہ میں پہنچ کر ختم کر دی جائے، ظاہر روایت راجح یہی ہے۔اب اگر کوئی شخص تکبیر جہر سے کہے اور عید گاہ پہونچ کر شروع صلوۃ تک اس کو مستمر رکھے تو بعض روایات پر اس کی گنجائش تو ہے مگر آواز ملا کر تکبیر کہنا جس سے عادۃً غیر معمولی شور پیدا ہو جاتا ہے خلاف سنت ہے اور بدعت ہے اور قابل ترک ہے:

''قال صلی اللہ علیہ وسلم : اربعوا علی انفسکم فانّکم لا تدعون اصم ولا غائبا''

اگر جہر ہی کرنا ہو اور نماز تک تکبیر کو مستمر رکھنا ہو تو ہر شخص کیف ما اتفق الگ الگ تکبیر کہتا رہے، اور اتنا جہر کرے کہ دو تین آدمی پاس والے سن لیں، نہ زیادہ جہر کرے نہ آواز ملانے کا اہتمام کرے۔(امداد الاحکام ص ۷۴۶ ج ۱)

''فتاوی رشیدیہ'' میں ہے:

سوال:......کتاب ''مبسوط'' امام محمد رحمہ اللہ میں تکبیر عید الفطر میں امام صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک جہر لکھا ہے اور امام صاحب رحمہ اللہ نے صاحبین رحمہما اللہ کے قول کی طرف رجوع بھی فرمایا ہے کہ تکبیر جہری عید الفطر میں بھی کہنا چاہئے یا سری ہی پڑھے، کیونکہ اور کتابوں میں سری تکبیر امام صاحب رحمہ اللہ سے منقول ہے اور ''فتح القدیر'' میں دونوں مرقوم ہیں، مگر رجوع نہیں لکھا ہوا ہے۔

جواب:......رجوع کرنا امام صاحب رحمہ اللہ کا جواز تکبیر کا عید الفطر میں بندہ کو معلوم نہیں، مگر عمل مذہب صاحبین پر بلا کراہت جائز جانتا ہوں۔اور عوام کو منع جہر کرنے سے فقہاء نے خود مکروہ لکھا ہے۔(تالیفات رشیدیہ مع فتاوی رشیدیہ، ص ۳۵۲)

مزدلفہ میں جمع بین الصلوتین کے درمیان تکبیر تشریق پڑھی جائے؟

گرامی قدر حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب مدظلہم

غرض تحریر اینکہ مسائل حج میں ایک جزئیہ آنجناب کے رسالہ اور فتاوی رحیمیہ میں متضاد نظر آیا، اس کی تحقیق مطلوب ہے۔

آنجناب نے ''خواتین کا حج'' نامی رسالہ میں تحریر فرمایا ہے کہ: ''مغرب اور عشاء دونوں نمازیں ملا کر عشاء کے وقت میں ادا کریں، طریقہ یہ ہے کہ: جب عشاء کا وقت ہو جائے تو پہلے مغرب کے تین فرض ادا کریں، سلام پھیر کر تکبیر تشریق کہیں اور لبیک کہیں'' الخ

دوسری جگہ آپ (حج کا طریقہ ص ۱۷) پر تحریر فرماتے ہیں:

''پہلے مغرب کی فرض نماز با جماعت ادا کریں، پھر تکبیر تشریق اور لبیک کہیں''

حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری ؒ ''فتاوی رحیمیہ'' (ص ۲۱۸ ج ۵) میں تحریر فرماتے ہیں:

''اسی طرح تکبیر تشریق بھی عشاء کی نماز کے بعد کہے، مغرب کے بعد نہ کہے''

اس جزئیہ کی تحقیق مع حوالہ تحریر فرما کر ممنون فرمائیں۔ فقط والسلام، طالب دعا۔

مرغوب احمد لاجپوری

الجواب حامدا و مصلیا

''حج و عمرہ'' اور ''خواتین کا حج'' میں مزدلفہ کی مغرب اور عشاء کی نمازوں کے درمیان تکبیر تشریق اور تلبیہ کہنے کا ذکر درست ہے، کیونکہ درج ذیل تصریحات کی روشنی میں ان نمازوں کے درمیان سنن اور نوافل پڑھنے کی ممانعت ہے اور ہر ایسے کام کی ممانعت ہے جس کو کرنا ان دونوں کے درمیان عرفاً فصل سمجھا جاتا ہو، جیسے کھانا کھانا اور غسل کرنا وغیرہ۔

جس چیز سے معمولی فصل ہوتا ہو وہ مراد نہیں۔ تکبیرتشریق اور تلبیہ کہنے سے معمولی فصل ہوتا ہے، کیونکہ ان کے پڑھنے میں کچھ دیر نہیں لگتی، لہذا ان کو پڑھنا درست ہے، نیز تکبیرتشریق واجب ہے، جس کو پڑھنے کی ذیل میں تصریح ہے اور تلبیہ مستحب ہے اور فرائض کے بعد اس کی کثرت منقول ہے جس میں مزدلفہ کی مغرب اور عشاء کی نمازیں بھی داخل ہیں، اور ذیل میں اس کی بھی صراحت موجود ہے، اس لئے اس کا پڑھنا بلاشبہ درست ہے۔

حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب مدظلہم نے تکبیرتشریق کہنے کی ممانعت فرمائی ہے، بظاہر یہ تسامح معلوم ہوتا ہے، کیونکہ موصوف نے اس کا کوئی حوالہ نہیں دیا اور نہ کوئی وجہ بیان فرمائی، یا ممکن ہے کہ موصوف نے ان بعض فقہاء کا قول اختیار کیا ہو جنہوں نے مزدلفہ کی ان دونوں نمازوں کے درمیان تکبیرتشریق کہنے سے منع کیا ہے، لیکن یہ قول معتبر نہیں، کیونکہ علامہ شامیؒ نے اس کی تردید کی ہے، جیسا کہ عبارات ذیل میں صراحت ہے:

فی الشامیة: تحت قوله (لم یصل بینهما شیئا علی المذهب) وهو ظاهر الروایة شرنبلالیة وهو الصحیح فلوفعل کره واعاد الاذان للعصر لانقطاع فوره فصار کالاشتغال بینهما بفعل اٰخر کأکل و شرب......

(تنبیه) اخذ من هذا العلامة السید محمد صادق بن احمد بادشاه انه یترک تکبیر التشریق هنا و فی المزدلفة بین المغرب والعشاء لمراعاة الفوریة الواردة فی الحدیث، کما نقله عنه الکازرونی فی فتاواه،

قلت: وفیه نظر فان الوارد فی الحدیث انه صلی الله علیه وسلم صلی الظهر ثم أقام فصلی العصر ولم یصل بینهماشیئا، ففیه التصریح بترک الصلوة بینهما ولا یلزم منه ترک التکبیر ولا یقاس علی الصلوة لوجوبه دونها ولان مدته یسیرة حتی

لـم يعدفاصلا بين الفريضة والراتبة، والحاصل ان التكبير بعد ثبوت وجوبه عندنا لا يسقط هنا الا بدليل وما ذكر لايصلح للدلالة كما علمته ،هذا ماظهر لى،والله تعالى اعلم۔(شامية :ص۲/۵۰۴ :مطلب فى الرواح الى العرفات)

صاحب ارشاد الساری علامہ حسین بن محمد المکی الحنفی رحمہ اللہ علامہ شامی رحمہ اللہ کی مذکورہ عبارت کے بعد فرماتے ہیں:

ولم يتعقبه العلامة الرافعی فی تقريره عليه فيظهر انه موافقة،ثم رأيت العلامة طاهر سنبل قرر ايضا نحو ما فی رد المحتار ا ہ،(ص۱۳۱،فصل فی الجمع بين الصلوتين بعرفة)

فی غنية الناسک: (۸۷) ولا يتطوع بينهما، و يصلی سنة المغرب والعشاء والوتر بعدهما.....ولا يشغل بشئی اٰخر من أكل و شرب وغيرهما الا انه يأتی بتكبير التشريق مرة عند قيامه للعشاء بوجوبه ، فان تطوع او تشاغل بما يعد فصلا فی العرف كره،

وفی المنسک المتوسط للعلامة ملا علی القاریؒ:

ويستحب اكثارها بعد الصلوات فرضا اونفلا، (ص۷۱)

وفی غنية الناسک: والتلبية مرة شرط وهو عند الاحرام لا غير والزيادة على المرة والاكثار منها مستحب ....وبعد المكتوبات اتفاقا يبدأ بتكبير التشريق ثم بها فلو بدأ بها سقط التكبير ، (ص۳۸) والله سبحانه اعلم بالصواب

محمد یعقوب عفا اللہ عنہ

۱۴۱۸/۱/۲ھ

الجواب صحیح	الجواب صحیح
بندہ عبدالرؤف سکھروی	احقر محمود اشرف عفی عنہ

تکبیر تشریق کی تعداد تیئیس نمازیں ہیں یا عید کے ساتھ چوبیس؟

سوال:...... تکبیر تشریق کے لئے علماء تیئیس کی تعداد کیوں تحریر فرماتے ہیں، جبکہ عید الاضحیٰ میں بھی یہ تکبیر واجب ہے؟ جیسے: حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

مسئلہ:...... یہ تکبیر عرفے یعنی نویں تاریخ کی فجر سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک کہنا چاہئے، سب تیئیس نمازیں ہوئیں جن کے بعد تکبیر واجب ہے۔

(بہشتی زیور ص ۹۱۴، عیدین کی نماز کا بیان)

اور حضرت مولانا عبد الشکور صاحب لکھنوی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد بھی تکبیر کہہ لینا واجب ہے۔ بحر الرائق، رد المحتار۔

(علم الفقہ ص ۳۲۸، عیدین کی نماز کا بیان)

جب عید الاضحیٰ میں بھی واجب ہے تو چوبیس نمازوں کی تعداد گننی چاہئے۔

جواب:...... تکبیرات تشریق کا وجوب اصلاً صرف فرض نمازوں کے بعد ہے واجب نماز کے بعد نہیں ہے اور حضرات صاحبین رحمہما اللہ کے موقف کے مطابق نو ذی الحجہ کی فجر سے تیرہ ذی الحجہ کی عصر تک فرض نمازیں تیئیس بنتی ہیں، اس لئے عام طور پر حضرات فقہاء تیئیس نمازیں ہی فرماتے ہیں۔ نماز عید چونکہ فرض نہیں بلکہ واجب ہے اس لئے نمازوں کی تعداد میں نماز عید کو شامل نہیں کیا جاتا، البتہ بعض حضرات کے نزدیک نماز عید کے بعد بھی واجب ہے، اس لئے نماز عید کے بعد بھی تکبیر تشریق کہہ لینی چاہئے، چنانچہ ''بہشتی گوہر'' میں ہے کہ: ''عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد بھی تکبیر کہہ لینا بعض کے نزدیک واجب ہے''۔

(تفصیل کے لئے دیکھے! ''علمی مکتوبات'' ج ۲)

عیدالاضحیٰ کی نماز کے لئے راستہ میں جاتے اور آتے ہوئے دونوں وقتوں میں تکبیر تشریق پڑھنے کا حکم یا صرف جاتے ہوئے؟

''فتاوی محمودیہ'' میں اس سلسلے میں دو متضاد فتاوی نظر سے گذرے تو راقم نے دارالافتاء دارالعلوم کراچی ایک استفتاء بھیجا، وہ سوال و جواب درج ذیل ہے:

سوال:......عیدالاضحیٰ کی نماز کے لئے راستہ میں جاتے اور آتے ہوئے دونوں وقتوں میں تکبیر تشریق پڑھنے کا حکم ہے یا صرف جاتے ہوئے؟ اشکال اس لئے پیش آیا کہ ''فتاوی محمودیہ'' (جدید ۳۱/جلدوں والا ایڈیشن) میں دو مختلف جوابات دئے گئے ہیں، دونوں سوال و جواب درج ذیل ہیں:

سوال: (نمبر ۴۳۹۸)......نماز عیدین کے لئے صرف عیدگاہ کو جاتے وقت تکبیر تشریق پڑھتا چلے یا واپسی میں بھی؟

الجواب:......واپسی میں بھی۔

سوال: (نمبر ۴۳۹۹)......عیدین میں جو تکبیر تشریق پڑھی جاتی ہے، گھر سے عیدگاہ تک پڑھنے کا حکم ہے یا واپسی میں بھی پڑھنے کا حکم ہے؟

الجواب:......عیدگاہ جاتے وقت تکبیر پڑھی جاتی ہے اور واپسی میں نہیں پڑھی جاتی،

''ویکبر فی حال خروجه الی المصلی جهرا فاذا انتهی الی المصلی یترک الخ، بحر۔ ان دونوں میں صحیح جواب کیا ہے؟

جواب:......عیدالاضحیٰ کی نماز کے لئے عیدگاہ جاتے ہوئے تکبیر تشریق پڑھنا مستحب ہے، واپسی میں نہیں۔

''فتاوی محمودیہ'' کے مذکورہ فتوی جس میں عیدگاہ سے واپسی میں بھی تکبیر تشریق پڑھنا

مذکور ہے،اس کے بارے میں دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی کی زیرنگرانی ’’فتاوی محمودیہ‘‘ کی جدید تبویب‘ تخریج اور تعلیق کرنے والے حضرات نے جوتوجیہ فرمائی ہے وہ مناسب معلوم ہوتی ہےاور وہ یہ ہے کہ:

’’حضرت مفتی صاحب کے جواب میں...... بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے،لیکن حقیقت میں تعارض نہیں ہے، کیونکہ آثار صحابہ اور فقہی عبارات سے تکبیرات تشریق کا استحباب صرف عیدگاہ جاتے ہوئے عیدگاہ تک ثابت ہے،اورایک قول کے مطابق عیدگاہ میں پڑھنا بھی مستحب ہے، جب تک امام نماز شروع نہ کرے،اس کے علاوہ نماز سے فراغت کے بعد واپسی میں مستحب یا مسنون نہیں، البتہ نفس ذکر مشروع ہونے کی وجہ سے جائز ہے، لہذا آٹھویں جلد میں سائل نے چونکہ ’’شرعی حکم‘‘ پوچھا ہے(جو کہ عیدگاہ جاتے ہوئے مسنون و مستحب ہے نہ کہ واپسی میں)اس لئے مفتی صاحب نے جواب میں شرعی حکم بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ: ’’عیدگاہ میں جاتے وقت تکبیر پڑھی جاتی ہے اور واپسی میں نہیں پڑھی جاتی‘‘اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ واپسی پر پڑھنا جائز نہیں‘‘(اس لئے مفتی صاحب نے یہ نہیں فرمایا کہ: واپسی میں پڑھنا جائز نہیں، بلکہ یہ فرمایا کہ: واپسی میں نہیں پڑھی جاتی) اور یہاں سائل نے شرعی حکم کی تصریح نہیں کی، بلکہ یہ پوچھا ہے کہ......عیدگاہ جاتے وقت تکبیر پڑھتا چلے یا واپسی میں بھی؟اور ظاہر ہے کہ واپسی میں پڑھنا بھی ذکر مشروع ہونے کی وجہ سے جائز ہے(اگرچہ مستحب یا مسنون نہیں)اس لئے مفتی صاحب نے جواب میں اسی ’’نفس جواز‘‘ کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ’’واپسی میں بھی‘‘ لہذا اس اعتبار سے دونوں جوابوں میں تعارض نہیں رہتا‘‘۔

(تفصیل کے لئے دیکھیے!’’علمی مکتوبات‘‘ج۲)

تکبیرات تشریق کے بارے میں امام اعظم رحمہ اللہ اور صاحبین رحمہما اللہ میں اختلاف کی تحقیق

از: حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم

سوال:......مسئلہ یہ ہے کہ تکبیرات تشریق کے بارے میں امام صاحب رحمہ اللہ اور صاحبین رحمہما اللہ کے درمیان اختلاف ہے، اس مسئلے میں مفتی بہ قول امام صاحب رحمہ اللہ کا ہے یا صاحبین رحمہما اللہ کا؟

جواب:......دراصل تکبیر تشریق کے سلسلے میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور صاحبین رحمہما اللہ کے درمیان دو مسئلوں میں اختلاف ہے۔ پہلا یہ ہے کہ تکبیر تشریق کب تک جاری رہے گی؟ اس میں امام صاحب رحمہ اللہ کا مسلک یہ ہے کہ یوم عرفہ کی فجر سے یوم النحر کی عصر تک جاری رہے گی۔ اور صاحبین رحمہما اللہ ایام تشریق کے آخری دن (یعنی ۱۳/ذی الحجہ) کی عصر تک واجب کہتے ہیں۔ اس مسئلہ میں تو فقہاء حنفیہ کی بھاری اکثریت نے صاحبین رحمہما اللہ ہی کے قول پر فتوی دیا ہے۔ اور شاید علامہ ابن ہمام اور صاحب بدائع رحمہما اللہ کے سوا معروف فقہاء حنفیہ میں سے کسی نے بھی اس مسئلے میں امام صاحب رحمہ اللہ کے قول پر فتوی نہیں دیا۔ اور خود حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ بھی اس مسئلے میں جمہور فقہائے حنفیہ کے مطابق اسی کے قائل ہیں کہ اس مسئلے میں فتوی صاحبین رحمہما اللہ کے قول پر ہے۔ اور چونکہ امت کا متوارث عمل بھی اسی پر چلا آتا ہے، اور ائمۂ ثلاثہ رحمہم اللہ بھی اسی کے قائل ہیں اس لئے اس مسئلے میں عمل صاحبین رحمہما اللہ ہی کے قول پر کرنا چاہئے۔

البتہ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ تکبیر تشریق کن لوگوں پر واجب ہوتی ہے؟ ان میں صاحبین

رحمہما اللہ کا قول یہ ہے کہ ہراس شخص پر واجب ہے جس پر نماز فرض ہے، لہذا منفرد' عورت' مسافر اور گاؤں والوں سب پر تکبیر واجب ہے، لیکن امام صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صرف مقیم اہل شہر پر جماعت مستحبہ میں واجب ہے، لہذا منفرد' مرد وعورت پر' عورتوں کی جماعت پر' مسافروں پر (جبکہ ان کے ساتھ کوئی مقیم نہ ہو) اور گاؤں والوں پر تکبیر واجب نہیں ہے۔

اس مسئلہ میں فقہائے حنفیہ کی ترجیحات مختلف ہیں، بعض فقہاء مثلاً صاحبِ بحر' صاحبِ سراج وہاج' صاحبِ جوہرہ رحمہم اللہ نے اس مسئلے میں بھی صاحبین رحمہما اللہ کے قول پر فتوی دیا ہے۔(البحرالرائق ص ص۱۶۶ ج ۲)

بعض نے اس مسئلہ میں امام صاحب رحمہ اللہ کے قول کو اختیار کیا ہے۔ اور بعض فقہاء کی عبارتیں دونوں کو محتمل ہیں۔ اس معاملے میں حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ کی تحقیق یہ ہے کہ فتوی امام صاحب رحمہ اللہ کے قول پر ہے، کیونکہ وہ روایۃً ودرایۃً قوی ہے۔ ''بہشتی گوہر'' میں بھی اس کو اختیار کیا ہے، لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا ہے کہ: اگر مسافر اور عورت بھی کہہ لیں تو بہتر ہے۔

اس میں شک نہیں کہ حضرت مولانا عثمانی رحمہ اللہ کے دلائل قوی ہیں، بالخصوص حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث'' لا جمعة ولا تشريق ولا صلوة الفطر والضحى الا فى مصر جامع '' سے اسی کی تائید ہوتی ہے، لیکن چونکہ دوسری جانب بھی دلائل ہیں اور بعض فقہاء نے اس کو ترجیح دی ہے، اس لئے اس پر عمل کرے تو اس پر بھی نکیر درست نہیں، بالخصوص جبکہ ''بہشتی گوہر'' نے عدم وجوب کی تقدیر پر بھی اسے بہتر کہا ہے۔

(فتاوی عثمانی ص ۵۴۷ ج۱)

ایک ضروری وضاحت۔ایام عشرہ میں بھی تکبیرات کا اہتمام کرنا چاہئے

قرآن شریف میں دو جگہ پر یہ لفظ آیا ہے:

﴿وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ﴾ الحج:۲۸۔

''اَيَّامٍ مَّعْلُوْمَات'' سے بعض کے نزدیک ذی الحجہ کا پہلا عشرہ اور بعض کے نزدیک قربانی کے تین دن یعنی ایام تشریق مراد ہیں۔

﴿وَاذْكُرُو اللّٰهَ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدَاتٍ ط فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ﴾

(سورۂ بقرہ، آیت نمبر:۲۰۳)

اس سے ایام تشریق مراد ہیں، یعنی یہ ایام عشرہ بھی اللہ کے ذکر کے ایام ہیں، ان میں جتنی عبادت کی جائے وہ کم ہے۔((ما من ايام احب الى الله ان يتعبد من عشرة ذى الحجة)) اللہ تعالیٰ کو ان دس دنوں کی عبادت سب دنوں کی عبادت سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ یہاں تک کہ علماء کرام نے فرمایا: رمضان المبارک کی راتیں افضل ہیں اور عبادت کے لئے ذی الحجہ کے دن افضل ہیں۔

''وكان ابن عمر ابو هريرة يخرجان الى السوق فى ايام العشر يكبران''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان دنوں میں بازار کی طرف نکلتے تھے اور تکبیر کہتے تھے، یعنی '' اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ''

''ويكبر الناس بتكبيرهما'' ان کی تکبیریں سن کر دوسرے لوگ بھی تکبیر کہتے تھے۔ یہ تکبیر، تکبیر تشریق کے علاوہ ہے۔ تکبیر تشریق وہ ہے جو فرائض کے بعد ہوتی ہے اور واجب ہے، اور ایک تکبیر وہ ہے جو پورے ذی الحجہ میں مستحب ہے کہ آدمی ہر وقت چلتے پھرتے

اٹھتے بیٹھتے، گھر میں، بازار میں کثرت سے تکبیر کہے۔ ایسا لگتا ہے کہ ان دنوں میں اللہ تعالی کو یہ مطلوب ہے کہ اس کی کبریائی بیان کی جائے اور مسلمانوں کے گلی کوچے تکبیر خداوندی سے معمور ہوں۔

اس لئے تکبیر تشریق جو واجب ہے اس کے علاوہ بھی عشرۂ ذی الحجہ میں تکبیر کہنا مستحب ہے، سرًّا بھی جائز ہے اور جہراً بھی۔

ہمارے زمانہ میں یہ چیز متروک ہوگئی ہے، جبکہ متعدد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ایسا کرنا ثابت ہے، لہذا اس پر عمل کرنا چاہئے۔

ہماری قوم بعض اوقات بدعت کے خوف سے وہ کام بھی چھوڑ بیٹھتی ہے جو ثابت ہیں۔ جہر سے بڑا خوف کھاتے ہیں، اس لئے کہ عام طور پر بدعتی اس کا ارتکاب کرتے ہیں کہ درود شریف میں جہر، ذکر میں جہر، تسبیح میں جہر اور خدا جانے کہاں کہاں جہر شروع کیا، جس کی وجہ سے یہ تأثر بن گیا کہ ہر جگہ جہر بدعت ہے۔ اب تکبیر تشریق میں جہر مطلوب ہے، لیکن وہاں بھی جہر نہیں ہوتا، آواز نہیں نکلتی، حالانکہ تکبیر تشریق میں ایسا جہر مطلوب ہے کہ مسجد گونج اٹھے، لہذا اس کو ترک نہیں کرنا چاہئے۔

”وکبر محمد بن علی خلف النافلة“ اور حضرت محمد بن علی یعنی محمد باقر رحمہ اللہ جو حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے پوتے ہیں وہ نفل نمازوں کے بعد بھی تکبیر کہا کرتے تھے۔ فرض کے بعد جو تکبیر تشریق ہے وہ تو واجب ہے، لیکن وہی تکبیر نوافل کے بعد عام احوال میں مستحب ہے، لہذا جو عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے اس سے اتنا پرہیز نہیں کرنا چاہئے۔

کیونکہ بدعت کی حقیقت یہ ہے کہ کسی کام کو جس کا ثبوت سلف سے نہ ہو اور معمول بہ بنا

لیا جائے، اور یہاں پر متعدد روایات ہیں جن میں سلف سے تکبیر کا ثبوت جہری طور سے بھی ہے، اس لئے مختار یہ ہے کہ جہری تکبیر کہی جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے قبہ یعنی منی میں خیمہ کے اندر رہتے تھے اور تکبیر فرماتے تھے، ''فیسمعه اهل المسجد'' مسجد والے تکبیر سنتے تھے ''فیکبرون'' پھر مسجد والے تکبیر کہتے تھے ''ویکبر اهل الاسواق'' بازار والے بھی تکبیر کہتے تھے'' حتی ترتج منی تکبیرا'' یہاں تک کہ منی تکبیر سے گونج اٹھتا تھا۔ یہ تکبیر، تکبیر تشریق نہیں ہے، کیونکہ وہ تو نماز کے بعد مسجد میں ہوتی تھی۔

''وکان ابن عمر یکبر بمنی تلک الایام وخلف الصلوات وعلی فراشه وفی فسطاطه ومجلسه وممشاه وتلک الایام جمیعا''۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان دنوں میں منی میں نمازوں کے بعد اور اپنے بستر پر، اپنے خیمے میں، اپنی مجلس میں اور چلتے ہوئے بھی تکبیر کہتے تھے۔

''وکانت میمونة تکبر یوم النحر''

اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا یوم نحر میں تکبیر کہتی تھیں۔

''وکان النساء یکبرن خلف ابان بن عثمان ، وعمر بن عبدالعزیز لیالی التشریق مع الرجال فی المسجد''۔

اور عورتیں ابان بن عثمان رحمہ اللہ اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے پیچھے جب نماز پڑھتی تھیں تو وہ بھی تشریق کی راتوں میں مردوں کے ساتھ تکبیر کہتی تھیں، اگر چہ ان کی تکبیر کی آواز آہستہ ہوتی تھی۔

(انعام الباری، از ص ۱۶۸ تا ص ۱۷۱ ج ۴، باب فضل العمل فی ایام التشریق، کتاب العیدین)